مدارس کا جرم

مولانا عبدالرحمن عزیز
[illegible]

گذشتہ کچھ عرصے سے حکومتی ذمہ داران کی طرف سے دینی مدارس کے خلاف باقاعدگی سے مہم چلائی جارہی ہے۔ حسابات چیک کرنے کے آرڈر، نصاب تبدیل کرنے کے حکم نامے، دہشت گردی میں ملوث کرنے کے بہانے، اور انتہاپسندی کے طعنے دیکر عالم اسلام کے شہرت یافتہ اور ملت اسلامیہ کا سرمایہ دینی مدارس کو دھمکیاں دی جارہی ہیں بلکہ چھاپے مارے جارہے ہیں۔ آزادی اور چاردیواری کا تقدس پامال کیا جارہا ہے۔ لوگ مدارس کے تعاون کرنے بلکہ تعلق رکھنے سے کتراتے ہیں۔

ان حالات نے مجھے سوچنے پر مجبور کر دیا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ مغربی دنیا (کیونکہ ہمارے حکمران تو محض ان کے آرڈرز جاری اور نافذ کرتے ہیں) دینی مدارس سے اس قدر خائف کیوں ہے؟ یکا یک چند برس قبل سنا ہوا ایک واقعہ میرے ذہن میں آ گیا جس نے میرے تمام سوالات کا حل نکال دیا اور اسے سمجھنا آسان کر دیا۔

"مغل بادشاہ کا دربار لگا ہوا تھا بادشاہ سلامت تاج پہنے پورے جلال سے تخت پر براجمان تھے۔ ایک خوبصورت، وجیہہ چہرے والا، اونچے لمبے قد کاٹھ کا ایک نوجوان پھٹے پرانے کپڑے پہنے دربار میں داخل ہوا۔ فرشی سلام کرنے اور دوسرے آداب بجالانے کے بعد بادشاہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔

ہاں بھئی! ہمارے دربار میں کس غرض سے آئے ہو؟ بادشاہ نے نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا۔

حضور! غریب آدمی ہوں میرے اور خاندان کے پاس گزارن زندگی کا کوئی وسیلہ نہیں ہے۔

اب کیا چاہتے ہو؟

عالی جاہ! اس غریب پر نظر کرم فرمائیں، دربار میں کوئی چھوٹی موٹی ملازمت عنایت فرمادیں جس سے یہ غریب اپنے خاندان کا پیٹ پال سکے، نوازش ہوگی۔

تعلیم کیا ہے؟

عزت مآب! حالات نے تعلیم حاصل کرنے کی فرصت ہی نہیں دی۔

اچھا اب تم "مدرسہ نظامیہ" میں داخلہ لے لو اور تعلیم حاصل کرو۔ تاکہ شاہی آداب سے تمہیں واقفیت حاصل ہو جائے، پھر تمہیں ملازمت مل سکتی ہے۔

نوجوان نے بادشاہ کا حکم سنا تو دربار سے نکلا اور سیدھا مدرسہ نظامیہ میں جا پہنچا، سنہری مستقبل کی امید پر داخلہ لے لیا۔ لگن اور محنت سے پڑھنے لگا، گھر کی غربت، خاندان کے حالات اور شاہی دربار میں ملازمت کا خیال ذہن میں آتا تو اس کے دماغ میں شیرینی سی گھل جاتی۔ وہ پہلے سے زیادہ محنت کرنے لگتا، تاکہ جلد از جلد ملازمت حاصل کرے۔ چند ہی دنوں میں مدرسہ کے ماحول نے اس کی ذہنیت تبدیل کر دی۔ غربت کے احساس کی جگہ قناعت نے لے لی۔ شاہی ملازمت کے لالچ کی بجائے اس کے دل میں اپنی عظمت کا احساس ابھرنے لگا۔ اب بھی وہ پڑھتا تھا لیکن ملازمت کی ذلت کیلئے نہیں علم کی عظمت کیلئے۔ اب اس کے پیش نظر اپنی کسمپرسی کا خاتمہ کے بجائے مسلمانوں کی دینی پسماندگی کا قلع قمع کرنا تھا۔

آج مدرسہ نظامیہ میں چہل پہل تھی، رونق تھی، سارا دلی مدرسہ کی سالانہ تقریب میں شرکت کرنے کیلئے امڈ آیا تھا۔ بادشاہ اسٹیج پر صدارتی کرسی پر براجمان تھے۔ اسٹیج کے سامنے دوطرفہ لائنوں میں امسال فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ بیٹھے تھے۔ پوری تقریب کی نظریں ان پر جمی ہوئی تھیں۔ بادشاہ کی نظر جاتے جاتے ایک نوجوان پر رک گئی۔ حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات سے بادشاہ زیرلب بولے یہ تو وہی نوجوان ہے۔۔۔۔ یہ اتنی جلدی اس منزل تک پہنچ گیا، میں اسے ضرور ملازمت دوں گا۔

تقریب کا آخری پروگرام تقسیم اسناد تھا فارغ التحصیل ہونے والے ایک ایک کرکے آتے اور بادشاہ سلامت کے دست مبارک سے سند حاصل کرتے رہے۔ جب اس نوجوان کی باری آئی تو بادشاہ سلامت نے سند عطا کرنے کے بعد فرمایا کل دربار میں ضرور تشریف لائیے گا۔

دوسرے دن وہی نوجوان فارغ التحصیل

عالم بن چکا تھا۔ دربار میں پہنچے تو بادشاہ سلامت نے فرمایا "آپ نے تعلیم حاصل کر لی ہے بتاؤ اب کس شعبے میں ملازمت چاہتے ہو؟"

"اب میں آپ کے دربار میں ملازمت نہیں کروں گا۔۔۔ نوجوان عالم نے سپاٹ لہجے میں کہا، "وہ کیوں؟" پہلے اسی غرض سے تو خود دربار میں آئے تھے، بادشاہ نے حیرت سے کہا۔

پہلے میں جاہل تھا تو آپ کے دربار کے لائق نہیں تھا، اب میں نے علم حاصل کر لیا ہے اب یہ دربار میرے لائق نہیں ہے کہ میں یہاں ملازمت کروں۔ یہ کہہ کر نوجوان عالم دربار سے نکل گیا"۔

مغرب اور ان کے غلام حکمرانوں کی جانب سے مدارس کے بارے میں ریمارکس اور ان کے نصاب میں تبدیلی اور اصلاح کے حوالے سے مغرب کی ساری پریشانی میری ناقص سمجھ میں آنے لگی۔ کہ مدارس کا نصاب جس کا محور قرآن ہے۔ اور ماحول انسان کے دل میں حریت سے محبت اور غلامی سے نفرت کوٹ کوٹ کر بھر دیتا ہے۔ جو ہمارے غلام ابن غلام حکمرانوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتا ۔

ان غلاموں کا مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

جب برطانیہ نے دنیا کو غلام بنانے کا پروگرام بنایا۔ دیگر ممالک کو فتح کرتا ہوا ہندوستان پر قبضہ کیا تو سب سے پہلے مدارس کی جائیدادیں ضبط کر کے ان پر پابندی لگا دی۔ علماء کو پھانسیوں کے گھاٹ اتار دیا اور اپنے آپ کو محفوظ تصور کرنے لگا۔ چند ہی برسوں میں نئے مدارس قائم ہو گئے اور علماء کی ایک نئی کھیپ تیار ہو گئی۔ جنہوں نے برطانیہ کا ہر میدان میں ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ بالآخر سپر پاور کو اپنا بوریا بستر گول کرنا پڑا۔ تقسیم کے بعد بھارت نے کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کیا تو انہیں مدارس کے تربیت یافتگان نے مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی کی قیادت میں جمع ہو کر موجودہ آزاد کشمیر کو آزاد کرایا۔ سوویت یونین کی شکل میں کمیونزم نے پر پھیلانے شروع کئے۔ کمزور ممالک کو اپنی نوآبادیات میں تبدیل کرنے کیلئے نکلا تو مدارس کے طلبہ وعلماء نے اس کا قصہ ہی پاک کر دیا۔ اب جب کہ سرمایہ دار امریکہ کی قیادت میں متحد ہو کر دنیا پر اپنا آرڈر نافذ کرنے نکلے ہیں تو انہیں مدارس کے تربیت یافتگان جگہ جگہ سامراج کے راستے کی رکاوٹ بن رہے ہیں۔ اسی لئے امریکہ ان کا دشمن بن گیا ہے۔ اور پاکستان کی غلام حکومتیں انہیں ملیامیٹ یا کم از کم نصاب تبدیل کر کے امریکی سامراج کے راستے کی آخری رکاوٹ صاف کرنا چاہتی ہیں۔ حکومت اگر واقعی اصلاح چاہتی ہے تو اسے دینی مدارس کے بجائے کالجز اور یونیورسٹیز کی اصلاح کرنی چاہئے۔ جو جرائم کا گڑھ اور دہشت گردی کے چشم ابل رہے ہیں۔ اسی وجہ سے آج ہم سائنس اور ٹیکنالوجی میں کس قدر پیچھے ہیں۔ جدید علوم کیلئے مغرب کے دست نگر ہیں۔ ہمارے بجٹ کا ایک بڑا حصہ خرچ کرنے والے ان اداروں نے سوائے سامراج کے ایجنٹ پیدا کرنے کے مظلوم اور پسے ہوئے طبقے کیلئے کونسا کارنامہ سرانجام دیا ہے؟ اس کے برعکس مدارس نے وسائل کی قلت، معاشرے کے عدم التفات اور حکمرانوں کی ستم ظریفیوں کے باوجود معاشرے کے لاکھوں بچوں کی تعلیم وتربیت کا مفت بیڑا اٹھا رکھا ہے جن پر غربت کی وجہ سے عصری تعلیم کے دروازے بند ہیں مدارس نے افلاس کی وجہ سے معاشرے پر بوجھ بننے والوں کو معاشرے کا معمار بنا دیا۔ حالات کی بے رحم ٹھوکریں کھانے والوں کو حالات کا اصلاح کار بنا دیا۔ مدارس نے ایک جانب معاشرے کی اصلاح وتربیت کیلئے دینی علوم پر دسترس رکھنے والے علماء کرام عطا کئے اور دوسری جانب پاکستان کا سیاسی میدان بھی مدارس کے تربیت یافتگان نے اپنی سیاسی بصیرت سے پر کر رکھا ہے اور سامراج کی ہر سازش کو ناکام بنا کر رکھ دیا ہے۔ اس لئے عالم کفر انہیں ختم کرنا چاہتا ہے۔

مضمون مکمل ہو چکا تھا کہ وزیر اطلاعات شیخ رشید کا بیان اخبارات کی زینت بنا کہ "ہمیں زندہ رہنے کیلئے سر جھکا کر رہنا پڑے گا"۔ یہ عصری تعلیم یافتگان کی ذہنیت کا ایک نمونہ ہے اس کے برعکس مدارس کا یہ موٹو اور یہی ان کا جرم ہے ۔

زور بازو آزما شکوہ نہ کر صیاد سے
آج تک کوئی قفس ٹوٹا نہیں فریاد سے

کہیں آپ لیٹ تو نہیں ہو گئے؟

اس سے پہلے متعدد بار انہی صفحات میں یہ اعلان شائع کیا جا چکا ہے کہ ادارہ ترجمان الحدیث، "جامعہ سلفیہ فیصل آباد" کی گولڈن جوبلی کے موقعہ پر اپریل 2005 کو جامعہ سلفیہ کی تاریخ و خدمات کے حوالہ سے ایک ضخیم نمبر شائع کر رہا ہے۔ اب دوبارہ یاد دہانی کیلئے اطلاع دی جاتی ہے کہ جو احباب اس مناسبت سے کچھ لکھنا چاہتے ہیں وہ اگست 2004ء کے آخر تک اپنی نگارشات ارسال کر دیں بصورت دیگر ادارہ آپ سے معذرت خواہ ہوگا۔ تفصیل گذشتہ شماروں میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ادارہ)